بسم اللہ الرحمن الرحیم
فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
یوم چہارشنبہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

نمبر ۷۱	۵ شہادت ۱۳۴۶ ھش ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ ۵ اپریل ۱۹۶۷ء	جلد ۵۶/۲۱

اخبار احمدیہ

o- ربوہ ۴ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

[redacted]

o- ربوہ ۴ اپریل۔ گزشتہ رات یہاں دس بجے سے قریباً بارہ بجے تک تیز جھکڑ چلتا رہا اور معمولی سا چھینٹا بھی پڑا۔ آج صبح مطلع جزوی طور پر ابر آلود ہے اور دھوپ چھاؤں کی کیفیت ہے۔

چندہ وقف جدید

چندہ وقف جدید کی تفاصیل بعض جماعتوں کی طرف سے ابھی تک موصول نہیں ہوئیں۔ سکرٹری صاحبان مال دفتر خزانہ کو تفاصیل بھیجتے وقت ایک نقل ناظم مال وقف جدید کو بھجوایا کریں تاکہ چندہ وصول ہونے پر فوراً اندراج کر دیا جائے۔ اسی طرح بچوں کے چندہ کی تفصیل الگ بھجوائیں۔ جن جماعتوں نے یکم جنوری سے اب تک تفاصیل ارسال نہیں فرمائیں، وہ جلد بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ناظم مال وقف جدید)

ایک ضروری وضاحت

معلوم ہوا ہے کہ کارکنان سلسلہ میں سے بعض کو یہ غلط فہمی لگی ہے کہ انہیں وقف عارضی میں شمولیت کی ضرورت نہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں کوئی استثناء نہیں۔ جملہ کارکنوں کو اپنی رخصت لے کر وقف عارضی میں شامل ہونا چاہیئے اور اس ثواب سے حصہ لینا چاہیئے۔ (ابو العطاء جالندھری)

اعلان نکاح

ربوہ ــ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو چار بجے سہپر قصر خلافت میں مکرم شیخ عبد السمیع صاحب ابن گروپ کیپٹن عبد الحی صاحب کا نکاح صادقہ فرحت صاحبہ بنت مکرم شیخ بشیر احمد صاحب مراد کلاتھ ہاؤس لائل پور کے ساتھ گیارہ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے اور اسے اپنے فضل سے ثمرات حسنہ سے نوازے۔ آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دعائیں مانگو، استقامت چاہو اور درود شریف بکثرت پڑھو

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا

"اب یہاں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پا جانا تھا اس لئے ظاہری طور پر ایک نمونہ اور خدا نمائی کا آلہ دنیا سے اٹھنا تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک آسان راہ رکھ دی کہ قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی کیونکہ محبوب اللہ مستقیم ہی ہوتا ہے۔ زیغ رکھنے والا کبھی محبوب نہیں بن سکتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ظلی طور پر قیامت تک رہتا ہے۔ صوفی کہتے ہیں کہ مجددین کے اسماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہی ہوتے ہیں۔ یعنی ظلی طور پر وہی نام ان کو کسی ایک رنگ میں دیا جاتا ہے.....

میں پھر کہتا ہوں کہ اس وقت بھی خدا تعالیٰ نے دنیا کو محروم نہیں چھوڑا اور ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ ہاں اپنے ہاتھ سے اس نے ایک بندہ کو کھڑا کیا اور وہ وہی ہے جو تم میں بیٹھا ہوا بول رہا ہے اب خدا تعالیٰ کے نزولِ رحمت کا وقت ہے۔ دعائیں مانگو استقامت چاہو اور درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدِّ نظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

قبولیتِ دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اوّل۔ اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی۔ دوم۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا۔ تیسرا موہبتِ الٰہی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عام قانون ہے کہ وہ نفوس انبیاء کی طرح دنیا میں بہت سے نفوس قدسیہ ایسے پیدا کرتا ہے جو فطرتاً استقامت رکھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد نہم صـ۲۲ و صـ۲۳)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۵ ؍اپریل ۱۹۶۷ء

سید ابوالحسن علی صاحب ندوی اور احمدیت

(۳)

اس کے بعد ہم سید ابوالحسن علی صاحب ندوی کے اس باب میں مندرجات کے دوسرے پہلو کو لیتے ہیں۔ سید صاحب نے اپنی کتاب "قادیانیت" کا یہ آخری باب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسلمانوں میں" قدر کو کم کرنے کی غرض سے لکھا ہے مگر آپ نے اس میں بعض سچی باتیں بھی فرما دی ہیں۔ اور اگر کوئی اہل فکر غور کرے تو ان باتوں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر روشنی پڑتی ہے۔

آپ اس باب کے آغاز میں فرماتے ہیں:

"قادیانیت عصر جدید کے لئے کیا پیغام رکھتی ہے؟

ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے پہلے ہم کو اس عالم اسلامی پر ایک نظر ڈالنی چاہیئے جس میں اس تحریک کا ظہور ہوا اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں اس کی کیا حالت تھی اور اس کے کیا حقیقی مسائل و مشکلات تھے۔

وقت کی کیا پکار تھی؟

اس عہد کا سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مورخ اور کوئی مصلح نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہ تھا کہ اسی زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔ اس کے جلو میں جو نظام تعلیم تھا وہ خدا پرستی اور خداشناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی وہ الحاد اور نفس پرستی سے معمور تھی۔ عالم اسلام۔ ایمان۔ علم اور مادی طاقت میں کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس نوخیز و مسلح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہو گیا۔ اس وقت مذہب میں (جس کی نمائندگی کے لئے صرف اسلام ہی میدان تھا) اور یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب میں تصادم ہوا۔ اس تصادم نے ایسے نئے سیاسی، تمدنی، علمی اور اجتماعی مسائل پیدا کر دیئے جن کو صرف طاقتور ایمان۔ راسخ و غیر متزلزل عقیدہ و یقین وسیع اور عمیق علم، غیر مشکوک اعتماد و استقامت ہی سے حل کیا جا سکتا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طاقتور علمی و روحانی شخصیت کی ضرورت تھی جو عالم اسلام میں روح جہاد اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دے۔ جو اپنی ایمانی قوت اور دماغی صلاحیت سے دین میں ادنےٰ تحریف و ترمیم قبول کئے بغیر اسلام کے ابدی پیغام اور عصر حاضر کی بے چین روح کے درمیان مصالحت و رفاقت پیدا کر سکے۔ اور شوخ و پرجوش مغرب سے آنکھیں ملا سکے۔

قابل اصلاح باتیں کیا ہیں

دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا اس کے چہرہ کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابا پج رہے ہیں، غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورت حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے۔ جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنت کی دعوت دے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ الا للہ الدین الخالص ء کا نعرہ بلند کرے۔

اسی کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوسناک اخلاقی زوال رونما تھا۔ اخلاقی انحطاط فسق و فجور کی حد تک۔ تعیش و اسراف نفس پرستی کی حد تک حکومت و اہل حکومت سے مرعوبیت ذہنی غلامی اور ذلت کی حد تک مغربی تہذیب کی نقالی اور حکمران (انگریز) کی تقلید کفر کی حد تک پہنچ رہی تھی۔"

(قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا دیا صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳)

اس عبارت کو غور سے پڑھیئے اور پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ فتح اسلام کی جو آپ نے جمادی الاول ۱۳۰۸ھ یعنی آج تقریباً ۷۸ سال پہلے شائع فرمایا مندرجہ ذیل عبارت پڑھیئے۔

"اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے۔ جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے۔ ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے بکلی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے۔ اس کے جذبات اس کے جاننے والوں پر نہایت بد اثر کرنے والے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزا کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریت کے رگ و ریشہ سے پر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمن دین ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ ہو چکتے ہیں یہ میں نے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے۔ جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پہلوؤں سے لدی ہوئی ہے مگر اس کے سوا صدہا اور شاخیں بھی ہیں۔ جو اس سے کم نہیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت

(باقی دیکھیں صفحہ ۷ پر)

حدیث النبیؐ

اپنا مال وہی ہے جو راہِ حق میں خرچ ہو

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکم مال وارثہ احب الیہ من مالہ قالوا یا رسول اللہ ما منا احد الا مالہ احب الیہ قال فان مالہ ما قدم و مال وارثہ ما اخر

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایسا کون ہے جسے اپنے وارث کے مال سے اپنا مال پسند ہے۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم سب کو اپنا ہی مال پسند ہے فرمایا اپنا مال وہ ہے جو (زندگی میں خرچ کر کے) آگے بھیجے اور جو چھوڑ مرے وہ وارثوں کا ہے۔

(بخاری کتاب الاستیذان)

معاشرہ میں عورت کا کردار اور اسلام

(حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی)

(۲)

سماجی زندگی میں عورت کی اہمیت

سماج میں عورت کی حیثیت قوم کی اخلاقی حالت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایک قوم کی پستی اور اسکی جہالت اور اس میں عورت کی ذلیل حیثیت اور پھر ایک قوم کی ترقی اس کی تہذیب اور اس میں عورت کا بلند مرتبہ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں جس کا مشاہدہ ہم آئے دن کرتے رہتے ہیں اور تاریخی تجربات بھی اس کی تائید میں ہیں۔

ابتداء میں جب لوگوں نے مل جل کر رہنا شروع کیا تو عورت کی حیثیت کسی اعتبار سے بھی غلام سے مختلف نہ تھی۔ چنانچہ یونان و روم میں دستور تھا کہ شادی سے قبل لڑکی باپ کی حکومت کے نیچے ہوتی۔ شادی کے بعد خاوند۔ اور خاوند کے بعد اس کا بیٹا ماں پر حکومت کرنے کا مجاز ہوتا۔

اس زمانہ میں جو خاندان کا بڑا ہوتا اس کو عورت پر پورے مالکانہ حقوق حاصل ہوتے وہ اسے بیچ سکتا تھا بخش سکتا تھا اور چاہتا تو اسے جان سے بھی مار ڈالنے کا حقدار تھا۔

خود اسلام سے پہلے عربوں میں بھی یہی دستور تھا۔ باپ بیٹوں کو قتل کریں۔ مرد جس قدر چاہیں بغیر کسی قانونی پابندی کے عورتوں کو گھر میں رکھیں۔ امریکہ اور افریقہ میں اب تک وحشی قبائل عورت سے یہی سلوک کرتے ہیں۔ اور یہ سب باتیں ان ابتدائی معاشروں میں پائی جاتی ہیں جن کی بنیاد کسی نظام پر نہیں ہوتی بلکہ ان کا دارومدار خاندان اور قبیلے کے باہمی تعلق پر ہوتا ہے۔ ان کے ہاں نظام اور قاعدے کی بجائے صرف قوت کو مانتے ہیں اور اسی کو قانون کا درجہ دے دیتے ہیں۔

یہ حالت اب تک ان ملکوں میں پائی جاتی ہے جہاں استبدادی حکومت کا دور دورہ ہے اور قانون کی بجائے قوت کا سکہ چلتا ہے۔ اس کے برعکس وہ ممالک جو تہذیب و تمدن میں بلند مقام پر ہیں ان کے ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ عورتیں اپنی پست حالت سے ترقی کرتی چلی جا رہی ہیں۔

یورپین اقوام کا خیال ہے جو فی زمانہ اپنی ہر چیز کو مذہب کی طرف منسوب کرنا پسند کرتا ہے کہ اس وقت یورپ میں عورت نے جو ترقی حاصل کی ہے وہ محض عیسائی مذہب کی وجہ سے ہے کیونکہ یورپی عورت کو اپنی آزادی حاصل کرنے میں اسی مذہب نے مدد دی ہے۔

حالانکہ یہ خیال غلط ہے کیونکہ عیسائی مذہب نے کوئی ایسا نظام وضع نہیں کیا۔ جس سے عورت کی آزادی متعین ہوتی ہوئی نظر آتی ہو۔ نہ ہی کوئی قواعد و ضوابط ہی مقرر کئے جن سے عورت کے حقوق کی وضاحت ہوتی ہو۔

دینِ مسیحی کی تو یہ حالت ہے کہ وہ جس ملک میں داخل ہوا اس نے کوئی قابلِ ذکر اثر وہاں کے لوگوں کے اخلاق میں نہیں چھوڑا۔

اگر قوم کے اخلاق اور عادات پر کسی مذہب کا واقعی اثر ہوتا تو آج مسلمان عورت دنیا جہان کی عورتوں میں ترقی کی راہ میں سب سے آگے ہوتی۔

دراصل اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عورت و مرد کی مساوات کو تسلیم کیا اور پھر اس زمانہ میں جبکہ عورت نہایت پستی کی حالت میں تھی۔ اس نے عورت کی آزادی و خود مختاری کا اعلان کیا۔ اس کو تمام انسانی حقوق عطا کئے اور جملہ انتظامی معاملات میں اسے قانونی طور پر مرد کے برابر تسلیم کیا۔ اُسے مجاز قرار دیا کہ وہ باپ اور شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اپنے مال کو تصرف میں لا سکے۔

اسلامی شریعت نے جو حقوق عورتوں کو دئے ہیں ان کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعض یورپی ممالک میں یہ حقوق عورتیں اب تک بھی حاصل نہیں کر سکیں۔

اس ضمن میں اسلامی شریعت کا امتیاز کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس کے اصل اصول میں عورت کا احترام اور مرد کے ساتھ اس کی برابری داخل ہے۔

حق بات تو یہ ہے اسلام نے عورتوں کے ساتھ بہت نرمی برتی ہے۔ عورتوں پر کسبِ معاش کا بار نہیں ڈالا گیا اور نہ ان کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ اولاد کی پرورش کے جو مصارف ہوں وہ ان میں شریک ہوں۔

شریعتِ اسلامی میں عورتوں کے لئے جو احکام ہیں اور جن کے پیشِ نظر یہ احکام دئے گئے ان میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کی بناء پر مسلمان عورت کی موجودہ پستی کا اسلام کو ذمہ دار قرار دیا جائے۔

اسلام نے عورت کو معاشرے میں بلند اور قابلِ عزت مقام عطا کیا تھا لیکن افسوس کہ اتنے اچھے مذہب پر وہ بُری عادتیں غالب آگئیں جو ہم نے اُن قوموں سے ورثے میں پائیں جن میں جب اسلام پھیلا تو وہ قومیں اپنی تمام برائیوں اور توہمات کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ اور پھر ان برائیوں کے اب تک موجود رہ جانے کا سبب وہی حکومتیں تھیں جو یکے بعد دیگرے مسلط ہوتی رہیں۔ جہاں استبدادی حکومتوں میں اور بہت کچھ نقص ہوتے ہیں وہاں یہ عیب بھی ضرور تھا کہ مرد نے اپنی قوت کے گھمنڈ سے عورتوں کو کمزور سمجھ کر دھتکارا۔

اگر عورتوں کی تربیت مذہبی تعلیم، اخلاقی اصول و ضوابط کے مطابق مکمل طور پر ہوتی اور پردے کی جو شرعی حدود اسلام نے مقرر کی ہیں ان پر عمل درآمد ہوتا تو یہ قابلِ اعتراض کمزوریاں پیدا ہی نہ ہوتیں۔ اور آج قوم باوجود اپنے ان حالات کے اپنے تمام افراد سے خواہ وہ عورتیں ہوتیں یا مرد اُن سے اسے کما حقہٗ فائدہ پہنچتا۔

تربیت کے اصول

جن پر بچوں کی تعلیم و تربیت لازم آتی ہے ان کا فرض ہے کہ وہ بچپن سے ان کو اچھے اور پاکیزہ اخلاق کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ یہی وہ اخلاق ہوتے ہیں جن سے نفسِ انسانی کی تکمیل ہوتی ہے اور انہی کا اثر خاندان کی آپس کی زندگی۔ رشتہ داروں کے باہم میل جول اور پوری قوم کے نظامِ حیات پر پڑتا ہے۔ اور اس سے آگے چل کر یہ اخلاق قوم کے ریشے ریشے میں اس طرح سرایت کر جاتے ہیں کہ ان کی حیثیت قوم کے لئے مستقل ملکات کی سی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے زبانی تلقین کے ساتھ ساتھ بچوں کے سامنے اخلاق کے عملی نمونے پیش کرنے کی۔

اس تربیت کو حاصل کئے بغیر کسی عورت کے لئے ممکن نہیں کہ وہ معاشرے یا خاندان میں اپنے فرضِ منصبی کو صحیح طور پر انجام دے سکے۔

وراثت اور تربیت دو بنیادی اصول ہیں جن پر بچے کی شخصیت کا انحصار ہے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

بچے کی شخصیت کو بنانے میں وراثت کا اثر صرف اس قدر ہے کہ والدین میں جو رجحان پایا جاتا ہے بچے میں فطری طور پر اس کی استعداد موجود ہوتی ہے لیکن بچے کی تشکیل صرف اور صرف اعلیٰ تربیت اور اعلیٰ ماحول پر منحصر ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کی تربیت کے بارے میں کیا خوب اور مختصر فرمایا آپ فرماتے ہیں:۔

"بچہ والدین کے پاس اللہ کی امانت ہوتا ہے اس کا پاک صاف دل ایک قیمتی جوہر کی مانند ہے جو بالکل سادہ اور ہر نقش سے خالی ہے اس میں جو نقش چاہو کھودا جا سکتا ہے۔ بچے کو جس طرف لگا یا جائے وہ اس طرف چل پڑتا ہے۔

اب اگر تم اُسے نیک بنانا چاہو تو اُسے اچھی تعلیم دو۔ اچھی تربیت کرو۔ خدا نے چاہا تو وہ اچھے ماحول میں پرورش پا کر دنیا و آخرت دونوں کی سعادت اس کے حصے میں آئے گی اور اس کا اجر کا ثواب اس کے والدین۔ اس کے استادوں اور اس کے مربیوں کو ملے گا۔ اور اگر تم اُسے چارپایوں کی طرح بے لگام چھوڑ دو گے تو وہ تباہ ہو جائے گا اور اس کا گناہ اس کے سرپرستوں پر ہو گا اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یا ایہا الذین اٰمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔"

صحیح تربیت کا طریقہ یہی ہے کہ جن اخلاق کی بچے کو تلقین کی جاتی ہے۔ بچہ ان اخلاق کے نمونے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہے۔ بچے کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے تقلید کا مادہ رکھا ہے بچہ اپنی معلومات ماحول سے حاصل کرنا چاہتا ہے ماحول میں عملاً جو کچھ وہ دیکھے گا وہ سیکھے گا اس لئے ہمیں اپنے اس ماحول کو وہ صحیح رنگ دینا چاہیئے جو بچے کے مستقبل کے لئے مشعلِ راہ بنے۔

اس کی ذمہ داری صرف اور صرف والدین پر عائد ہوتی ہے اور خاص طور پر ماں پہ جو کہ معاشرہ

گی لازمی جزو ہے اور جس کے ساتھ معاشرہ کلّی طور پر وابستہ ہے۔

ہمیں وہ دن بھی ہمیشہ مدِ نظر رکھنے چاہئیں جب ہم اس بات کے لئے بھی ترساں تھے کہ کاش ہم مذہبی عقائد اور آداب و اخلاق سے روشناس ہوتے تاکہ ہم اس کی روشنی میں صحیح خیالات کے فیصلہ کرنے کی مجاز ہو سکتیں اور ان خیالات و اوہام سے جن سے کہ عام طور پر عورتوں کی عقلیں کام نہیں کرتیں اپنے تئیں بچا سکتیں اور پھر یہ بھی یاد کریں جب اس بات کے لئے بھی ترسا کرتے تھے کہ ہماری کم ازکم اس قدر تعلیم ہی ہوتی جس سے ہم علمی حقائق کے بڑے بڑے اصول سے واقف ہو جاتیں۔ یعنی دنیا کے جغرافیہ قوموں کی تاریخ۔ ہیئت اور طبیعات سے تھوڑی بہت واقفیت۔

لیکن آج صد شکر کا مقام ہے کہ ہمارے سامنے یہ میدان پوری وسعتوں کے ساتھ ہمارے اختیار میں ہے۔ جس قدر چاہیں تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ دینی تعلیم بھی۔ دنیاوی تعلیم بھی۔ اس کے لئے حالات اور سہولتیں سب کچھ سازگار ہے۔ لیکن یہ کہنے سے مفر نہیں کہ ہمارے لئے وہی تعلیم بہتر اور وجہ تسکین ہوگی جو خدا تعالیٰ کے حکم اور شریعتِ اسلامیہ کے احکام کے عین مطابق ہوگی۔

شریعتِ اسلامی نے تعلیم و تربیت کے لئے عورت کے لئے جو پابندی و حدود قائم کر رکھی ہیں وہ اس کے اندر رہ کر ہی صحیح طور پر معاشرہ کے لئے مفید کردار ادا کر سکتی ہے۔ شریعت اسلامی ہمیں وہ حدود کی توڑنے کی مجاز قرار نہیں دیتی۔

آخر قرونِ اُولےٰ کی خواتین کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں انہوں نے ان حدود کے اندر رہتے ہوئے اور ان حدود کی پاسبانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو معاشرہ کا بہترین اور مفید معاون ثابت کیا۔ وہ بہترین مربّی تھیں۔ بہترین عالمہ تھیں۔ بہترین مبلّغ تھیں۔ بہترین عبادت گزار تھیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بہترین نگران تھیں۔ انہوں نے معاشرہ میں بہترین کردار ادا کیا۔

آج ہم سے ہمارا معاشرہ بھی اسی قسم کے کردار کی توقع رکھتا ہے اور اسی قسم کے کردار کا مطالبہ کر رہا ہے اور ہمارے فرائضِ منصبی کی طرف ہمیں جھنجھوڑ رہا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے اسلامی شریعت کی حدود کے اندر محدود رکھتے ہوئے ہمیں معاشرہ کا مفید وجود بنائے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا آمین۔

لیڈر — (بقیہ صفحہ ۲)

ایسی اُٹھ گئی ہے کہ گویا بکلّی مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کمانے کے لئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی۔ بددیانتی۔ حرام کاری۔ دغا بازی دروغ گوئی اور نہایت درجہ کی روبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدذاتی سے بھری ہوئی خصلتیں پھیلتی جاتی ہیں اور نہایت بے رحمی سے بھرے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہیں اور جذبات بہیمیہ اور سبعیہ کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اور جس قدر لوگ ان علوم اور قوانین مروّجہ میں چست و چالاک ہوتے جاتے ہیں اسی قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی طبعی خصلتیں اور حیا اور شرم اور خدا ترسی اور دیانت کی فطرتی خاصیتیں ان میں کم ہوتی جاتی ہیں۔

عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے کئی قسم کی تدبیریں طیار کر رہی ہے اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک رہزنی کے موقع اور محل پر کام میں لا رہے ہیں اور بہکانے کے نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کی جدید بجدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور انسان کامل کی سخت توہین کر رہے ہیں جو تمام مقدسوں کا فخر اور تمام مقربوں کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا۔ یہاں تک کہ ناٹک کے تماشاؤں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادی پاک اسلام کی بُرے بُرے پیرایوں میں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں اور سوانگ نکالے جاتے ہیں اور ایسی افترائی تہمتیں تھیٹر کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں جن میں اسلام اور نبی پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کے لئے پوری حرام زدگی خرچ کی گئی ہے۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح

بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزّہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔"

(رسالہ فتح اسلام صفحہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۶)

آپ نے دیکھ لیا کہ جن باتوں کی طرف آج سید ابوالحسن صاحب ندوی توجہ دلا رہے ہیں یہی باتیں آج سے پون صدی پہلے ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت زوردار الفاظ میں مسلمان اہلِ علم حضرات کے سامنے رکھ دی تھیں اور جو صورتِ حال مغربی اقوام کے ایشیا میں خروج سے پیدا ہو گئی تھی اس کا نقشہ چند الفاظ میں آپ نے کھینچ دیا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جن حقائق کی طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے وہ آج بھی سید ابوالحسن علی صاحب کی نظر میں نہیں آ سکے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف ان عوامل کی طرف اشارہ کیا ہے جو مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے بلکہ ان عوامل کی تفصیل اور ان کے اثرات کا بھی پورا پورا جائزہ لیا ہے۔ مثال کے طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقی فتنہ کا بھی ذکر کیا ہے جو مغربی تہذیب کے ساتھ عیسائیت کی تبلیغ کے لباس میں در آیا۔ آپ نے مغربی تہذیب کے سانپ کے دونوں مونہوں کی طرف توجہ دلائی ہے یعنی الحاد اور عیسائیت۔

سید ابوالحسن علی صاحب کی عبارت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کے موازنہ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دونوں میں سے کون حقیقت تک پہنچا ہے۔ پھر وقت کا بھی خیال کیجئے کہ اوّل الذکر آج ۸۰ سال کے بعد اس حالت سے متاثر ہوا ہے۔ اور وہ بھی سطحی طور پر حقیقت کو پھر بھی کماحقہٗ پا نہیں سکا۔

اس کے آگے سیّد ابوالحسن علی صاحب ندوی رقمطراز ہیں :۔

"اس وقت ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی جو اس اخلاقی و ذہنی انحطاط کی بڑھتی ہوئی رَو کو روکے اور اس خطرناک رجحان کا مقابلہ کرے جو محکومیت و غلامی کے اس دَور میں پیدا ہو گیا تھا۔

تعلیمی و علمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مبادی اولیات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ شریعتِ اسلامی، تاریخِ اسلام اور اپنے ماضی سے بے خبر اور اسلام کے مستقبل سے مایوس تھا۔ اسلامی علوم روبہ زوال اور پُرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے۔ اِس وقت ایک طاقتور تعلیمی تحریک اور دعوت کی ضرورت تھی نئے مکاتب و مدارس کے قیام۔ نئی اور مؤثر اسلامی تصنیفات اور نئے سلسلہ نشر و اشاعت کی ضرورت تھی جو امّت کے مختلف طبقوں میں مذہبی واقفیت دینی شعور اور مذہبی اطمینان پیدا کرے۔"

(قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا دیا صفحہ ۱۰)

پھر مسلمانوں کی اصلاح کا طریق کے زیرِ عنوان آپ فرماتے ہیں :۔

"اس سب کے علاوہ اور اس سب سے بڑھ کر عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریقِ دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت، دشمنوں پر غلبہ اور دین و دنیا میں فلاح و سعادت اور سربلندی کا وعدہ فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ضرورت دینِ جدید نہیں ایمانِ جدید ہے۔ کسی دَور میں بھی اس کو نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں تھی۔ دین کے ان ابدی حقائق و عقائد اور تعلیمات پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت تھی جس سے زمانہ کے نئے فتنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جا سکے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۱)

یہاں سید صاحب نے سطحی طور پر ہی سہی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس وقت جو اصلاح کا طریق ہونا چاہیئے تھا وہ یہ تھا کہ وہ طریق کار انبیاء علیہم السلام کا طریق کار ہو۔ مگر ساتھ ہی آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کو کسی دَور میں بھی

نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہ تھی

یہ تو درست ہے کہ اصلاحِ حال کے لئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

معاصرین سے

انڈونیشیا میں عیسائیت کا فروغ

(مولانا محمد الدین احمد قصوری)

مندرجہ ذیل روزنامہ نوائے وقت ۲۴ مارچ سے نقل کیا جاتا ہے۔ مضمون کے آخر میں پاکستانی علماء اور جماعتوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنوں کے مقابلہ کے متحد ہو کر نکلیں خاص طور پر جماعت احمدیہ کی طرف بھی طنزیہ اشارہ کیا گیا ہے اسکے متعلق ہم علیحدہ عرض کریں گے۔ فی الحال اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ یہاں جماعت کی اس کے متعلق سرگرمیوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود مسلمان اہل علم حضرات کی طرف سے ہے۔ اس کے باوجود بھی جماعت احمدیہ اپنے فرض کو حتی الوسع ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تاہم اگر تم مسلمان کوئی متحدہ محاذ بنائیں تو جماعت احمدیہ سب سے پہلے اس میں شامل ہوگی انشاء اللہ۔ ہم صاحب مضمون سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ محض تحریراً ہی نہیں بلکہ عملاً بھی اس کام کی طرف متوجہ ہوں۔

(ادارہ الفضل)

ذیل میں ۷ مارچ کے پاکستان ٹائمز سے اس کی ہوائی ڈاک سے موصولہ چٹھی کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

انڈونیشیا آبادی کی اکثریت کے اعتبار سے ایک مسلم ملک ہے لیکن وہاں اسلام کو ملکی مذہب ہونے کی حیثیت کبھی حاصل نہیں ہوئی اور عیسائیت پر وہاں کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی CELEBES (سلیبس) میں تین جدید آزاد کلیسا قائم ہو چکے ہیں جن کی باقاعدہ رکنیت کی تعداد ساٹھ ہزار ہے اس علاقہ میں عیسائیوں کی تعداد نو لاکھ ہے لیکن مشرقی اور مرکزی جاوا کا دراصل وہ علاقہ ہے جو کسی وقت تو کمیونسٹوں کا مضبوط مرکز تھا مگر اب وہاں سے مسلسل ایسی داستانیں سننے میں آتی ہیں کہ وہاں اتنی کثیر تعداد عیسائی ہو رہی ہے جس کی نظیر گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی یہاں ۱۹۶۵ء سے اب تک ۶۵ ہزار لوگ بپتسمہ لے چکے ہیں اور ان کی تعداد لحظہ بلحظہ بڑی بڑھ رہی ہے کلیساؤں اور عیسائی تبلیغی جماعتوں کے پاس سینکڑوں دیہات سے دھڑا دھڑ درخواستیں موصول ہو رہی ہیں کہ ہمارے ہاں آؤ اور بائبل کا پرچار کرو اس حیرت انگیز تحریک کی ایک وجہ تو سابق کمیونسٹوں کی وہ عجلت ہے جس سے وہ بنیاد روپ اختیار کر رہے ہیں نومبر ۱۹۶۵ء کے ناگہانی کمیونسٹ دانشترا کی فوجی انقلاب کے بعد توقع تھی کہ لوگ اپنا اپنا مذہب برملا بیان کر دیں گے جن لوگوں نے اپنے آپ کو نہ مسلمان نہ عیسائی اور نہ کمیونسٹ بتایا انہیں کمیونسٹ سمجھ لیا گیا اور ان کی زندگیاں معرض خطر میں پڑ گئیں لیکن فوجی انقلاب سے یہ پلٹ کھائی جس نے عیسائیت کی بپتسمہ گری کو محض سطحی اور اوپری گردانے کی صرف ایک ہی وجہ نہیں بلکہ دیکھا گیا ہے کہ ۱۹۶۵ء کے بعد عیسائی مبلغین مذہب عیسوی کی تبلیغ بہت ہی کم کرتے رہے ہیں اور اپنی توجہ رفاہِ عام اور معاشی اصلاح پر مرکوز کرتے رہے ہیں اور اس نے انڈونیشیا والوں کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے مغربی جاوا کے صوبائی دارالحکومت بنڈونگ میں سنہ ۱۹۶۶ء یوم خمیس (ایسٹر) کا ایک مشہور تہوار) کے موقعہ پر عیسائی رہنماؤں نے تجربتہ بلی گراہم کی طرز پر انجیل کی ایک وسیع و عظیم مہم چلائی جو انڈونیشیا والوں نے اس سے پیشتر کبھی نہ دیکھی تھی اور جس نے انہیں بے حد متاثر کیا۔ اس مہم کا اثر جکارتا تک پہنچا جہاں چھوٹے پیمانے پر اس قسم کی پچاس مجالس منعقد ہو گئیں۔ ان میں چار ہزار انسانوں نے اپنی زندگیاں مسیح علیہ السلام کی (یعنی مسیحیت کی تبلیغ کی) کے لئے وقف کر دیں جس کا نتیجہ صرف یہ نکلا کہ بائبل (انجیل) کی تعلیم اور مسیحی طرز عبادت کے لئے جگہ جگہ میں جابجا مراکز قائم ہو گئے۔ صرف جکارتا کے سرکاری قید خانہ (جیل) میں دو سو قیدیوں نے بخوشی بپتسمہ لیا۔ اس عیسائی تبلیغی تحریک کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ انڈونیشیا کی بائیبل سوسائٹی نے اپنے انجیلی مطبع کو نئے اور عظیم منصوبے کے ماتحت وسیع کرنے کا کام پوری تیزی سے شروع کر دیا ہے۔ تاکہ وقت کی عظیم ضروریات کو پورا کر سکے ان کا اندازہ ہے کہ ۱۹۷۰ء تک یہ طباعتی کارخانہ ہر سال ایک لاکھ انجیل مہیا کر سکے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جہاں تک انڈونیشیا کا تعلق ہے وہاں باہر سے بائیبل کی نہایت ہی محدود تعداد درآمد کی جا سکتی ہے۔

جس کے کان ہیں وہ سنے جو آنکھیں رکھتا ہے وہ دیکھے اور جسے سوچنے والا دل ملا ہے وہ سوچے۔

اوپر کے اقتباس سے بدنصیب انڈونیشیا کی حالت ہر پڑھنے والے پر عیاں ہے نظام حکومت تہ و بالا ہو چکا ہے۔ فریقین کو دو دو بیٹھا ہوا دشمن لڑ رہا ہے اور اس پر بھی وہ چپ نہیں بیٹھا وہ پوری قوت کے ساتھ ملک کے اندرونی نظام معیشت میں پورا انتشار و خلفشار پیدا کر رہا ہے اور اس کا سب سے بڑا حربہ عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت ہے جو رفاہ عام اور اقتصادی اصلاح کی شکل میں پوری طرح سرعت اور تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے لیکن صاحب اقتدار گروہ ہیں کہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں اور وہ نہیں دیکھتے کہ نصف صدی میں اس ملک کی عمرانی اور معاشی حالت بالکل دوسری ہوگی اور جس ملک کی عنانِ اقتدار کے حصول کے لئے وہ آج لڑ رہے ہیں نصف صدی کے بعد اس کے فیصلہ میں ایک تیسرے فریق کا بھی اسی قدر ہاتھ ہوگا جس قدر آج وہاں کی مسلم آبادی کا ہے مگر مسلمان ہیں کہ اس خطرہ کے احساس سے بے خبر باہم دگر برسرپیکار ہیں۔

پاکستان اور مسیحی تبلیغ

یہ نہ سمجھا جائے کہ مسیحی مشنری نظام چند انسانوں کو بپتسمہ دے کر خاموش ہو جاتا ہے یقین کیجئے کہ وہ چند نفوس پر قناعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس ملک کے کلچر کو بھی تباہ کر کے رکھ دیتا ہے اور اس کا آخری حربہ ملک کے نظام حکومت کو درہم برہم کر دینا ہوتا ہے۔ اسلامی ممالک کے نظام حکومت میں جس قدر انقلاب برپا ہوتے ہیں ان میں امریکی حکومت کا بہت بڑا آلہ کار یہی عیسائی مشنری نظام رہا ہے۔

یہی خطرہ اب پاکستان کو بھی ——— درپیش ہے اور اگر حکومت اور عوام کی غفلت کا یہی حال رہا تو آئندہ نصف صدی میں پاکستان کی حالت بالکل منقلب ہو جائیگی مشنری سکولوں، ہسپتالوں اور ہومز کا بڑھتا ہوا نظام ایک عظیم خطرے کی علامت ہے حکومت تو شاید اپنی سیاسی حکمت عملی کی بناء پر مجبور رہے کہ خاموش رہے مگر ملک کی ان انجمنوں اور جماعتوں کو کیا کہا جائے جو گونا گوں عملی کاموں کے ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں مگر اس عظیم ضرورت کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی جا رہی۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے بڑے بڑے مدارس جن پر وہ لاکھوں روپے سالانہ خرچ کر رہے ہیں پرکاہ کے برابر بھی درجہ نہیں رکھتے جب تک کہ وہ ان کے نظام تعلیم کو یکسر بدل نہیں دیتے ان کو چاہیئے کہ وہ ملت کے نظام تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لیں اور مشنری طریق پر مدارس اور مکاتب ——— کا جال ملک میں پھیلا دیں۔ جس میں دین حنفہ اور عربی زبان کی لازمی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم کی ترویج و اشاعت کی زیادہ خلوص اور خوبی کے ساتھ اہتمام کریں اور بڑی بڑی درسگاہوں اور مکاتب کے ان فارغ التحصیل طلبہ کو جو اپنی زندگی مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر دیں۔ کو بروئے کار لایا جائے۔ سب سے بڑھ کر ضرورت اس امر کی ہے کہ ان درسگاہوں سے جو طالب علم اسناد فضیلت لے کر نکلیں وہ ان اداروں کے ساتھ منسلک رہ کر دعوت و ارشاد کا کام کریں۔ یہ لوگ اس قابل ہوں کہ نہ صرف ملک کے اندر مسلمان بچوں کے ساتھ ان لوگوں کے بچوں کو تعلیم دلائیں جن کو مسلمانوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اچھوت بنا رکھا ہے۔ حالانکہ اسلام اور اسلام کے خدا اور رسول کریم نے اس چھوت چھات کو یک قلم ختم کر دیا تھا تمام بنی نوع انسان برابر ہیں اگر تفوق اور برتری کوئی چیز ہے تو وہ تقویٰ کی بناء پر ہے۔

آخر میں میں چند جماعتوں کو خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں ایک وہ جماعت جو اپنے کو خالص متبعین سنت کہنے کی دعویدار ہے حالانکہ نبی کریم کا سب سے بڑا کام گرے ہوئے کو اٹھانا اور جن کا کوئی نہ ہو ان کو گلے لگانا تھا اور پھر آفاقی تبلیغ کے بلند بانگ دعویداروں کے منتظمین کی خدمت میں پورے ادب مگر پورے زور قلم کے ساتھ عرض کروں گا کہ

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

آپ نے تمام دنیا میں تبلیغ کا غلغلہ مچا رکھا ہے مگر آپ کے گھر میں آپ کی آنکھوں کے سامنے دیہات کے دیہات عیسائی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یورپ اور افریقہ کو چھوڑ کر پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے جہاں لاکھوں اور کروڑوں کی آبادی صرف آپ کی بے التفاتی سے مجبور ہو کر اور مشنری جماعتوں کے حسن سلوک کی بناء پر مسیحیت کی آغوش میں جا رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام فرقہ بندیوں سے الگ ہو کر ہم ایک متحدہ مرکز اسلام کی اشاعت کے لئے بنائیں اور پوری قوت اور تندہی کے ساتھ پاکستان میں اشاعت اسلام کا کام شروع کریں۔ جب یہ مرکز مضبوط ہو جائے تو پھر ہمارے داعی اور مبلغ یورپ اور افریقہ کا بھی رخ کریں۔

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

کیونکہ اسلام مکمل دین پیش کرتا ہے اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی کامل نمونہ ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی بھی ضرورت نہیں ہے حالانکہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون

یعنی یہ دین ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(باقی)

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے متعلق

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اسلئے میں نے تجویز کیا ہے کہ اس سے فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت صدر انجمن احمدیہ داخل کر دے تاکہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائیداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائیداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے احباب صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائیداد کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے۔"

امید ہے کہ احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھجوائیں گے۔

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

دعائیہ فہرست حلقہ دار العلوم غربی ربوہ

مرسلہ نور الحق صاحب صدر محلہ دار العلوم غربی (وصولی چندہ تحریک جدید)

۱۔	مکرم سید محمد اقبال حسین شاہ صاحب بی اے۔ بی ٹی بیوت الحمد	۵۰ ۔۔۔ ۔۔
۲۔	” ملک محمد اعظم صاحب ٹیچر	۱۷ ۔۔۔ ۔۔
۳۔	” صوبیدار مختار محمود صاحب	۵ ۔۔۔ ۔۔
۴۔	” محمد حنیف صاحب سیکرٹری مال	۱۱ ۔۔۔ ۔۔
۵۔	” سعید الدین صاحب ہوسٹل انگلینڈ	۱۵ ۔۔۔ ۔۔
۶۔	” چوہدری محمد اکبر صاحب پسر محمد ارشد صاحب پروفیسر سرالدین	۱۱ ۔۔۔ ۔۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ضروری اعلان

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کے سالانہ نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ نرسری اور باقی کلاسز (پرائمری تا مڈل) میں داخلہ مورخہ ۸ اپریل ۶۷ء سے ۲۰ اپریل ۶۷ء تک جاری رہے گا۔ سکول ہذا میں تعلیم دلانے والے احباب اپنے بچوں کو سکول ہذا میں داخل کرا کر ادارہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ:۔ ضروری کوائف دفتر سکول ہذا سے معلوم کریں۔

(ہیڈ مسٹرس)

احمدی جماعتوں میں سیرت المسیح موعود علیہ السلام کے جلسے

مرکز کی طرف سے سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسے منعقد کرنے کی جو ہدایت کی گئی تھی اس کی تعمیل میں مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے جلسے منعقد کرنے کی اطلاعیں موصول ہوتی ہیں۔ جلسوں کی مفصل روداد بوجہ عدم گنجائش شائع نہیں ہو سکتی۔

سرگودھا شہر۔ سکھر۔ حافظ آباد۔ جھنگ صدر۔ خانیوال۔ قصور۔ ایبٹ آباد۔ جہلم شہر ملتان شہر۔ خوشاب۔ گوجرانوالہ۔ فلیٹ گوجرانوالہ۔ چنیوٹ

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار عرصہ سے دل کی تکلیف اور اعصابی کمزوری کی وجہ سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ (خواجہ محمد احمد جڑانوالہ)

۲۔ خاکسار کی تنخواہ کا کیس ساڑھے چار سال سے زیر غور ہے بزرگان سے دعا کی درخواست ہے۔ (زعیم مجلس خدام الاحمدیہ لاوے پسندی)

فضل عمر فاؤنڈیشن کیلئے احباب کے گرانقدر وعدے

نمبر	نام	رقم
۱۔	محترم قاضی عبد السلام صاحب بھٹی مع بیگم صاحبہ (نیروبی) حال ربوہ	۶۰۰۰ شلنگ
۲۔	” لیفٹیننٹ کرنل محمد یوسف شاہ مع بیگم صاحبہ نائیجیریا	۱۰۰ پونڈ
۳۔	” مختار احمد صاحب ایاز کمپالہ یوگنڈا	۳۰۰۰ شلنگ
۴۔	MR. Adamu. K. MWAZUMA.	۲۲۵۰ ”
۵۔	” عبد الرحمٰن صاحب بٹ مع بیگم صاحبہ نیروبی	۲۱۰۰
۶۔	” عبد الشکور صاحب بٹ یوگنڈا	۲۰۰۰ ”
۷۔	” سید محمد اقبال شاہ صاحب نیروبی	۲۵۳۶ ”
۸۔	” محمد یوسف صاحب ”	۲۵۰۰ ”
۹۔	” محمد افضل صاحب بٹ A.S.P ”	۲۵۰۰ ”
۱۰۔	” لئیق احمد صاحب کھوکھر ”	۲۱۰۰ ”
۱۱۔	” منور احمد بٹ ”	۲۵۰۰ ”
۱۲۔	” سید سعید احمد صاحب ناصر ”	۲۵۰۰ ”
۱۳۔	” ریحانہ باسمہ صاحبہ بیگم سید سعید احمد ناصر ”	۱۵۰۰ ”
۱۴۔	” چوہدری محمد اسلم صاحب	۱۵۰۰ ”
۱۵۔	” محمد حنیف صاحب جواہر مارسیس	۲۰۰ [illegible]
۱۶۔	” محمد صالح صاحب مڈل ایسٹ	۵۰۰ الرا
۱۷۔	” قریشی عبد الرحمٰن صاحب نیروبی	۵۰۰۰ روپے

جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کی قربانی کو قبول فرمادے اور اپنی رحمت سے انہیں نوازے آمین

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

دعائے مغفرت

میرے نانا مکرمی میاں امام الدین صاحب آف کوٹ کپورہ حال گولبازار ربوہ مورخہ ۶۷-۳-۲۱ بوقت ساڑھے تین بجے شام تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی شام نماز عشاء کے بعد مکرم قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ موصی تھے۔ چنانچہ بہشتی مقبرہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

مرحوم ۱۹۲۵ء میں باوجود شدید مخالفت کے بزرگوار حاجی محمد اسماعیل صاحب مرحوم (جوان دنوں کوٹ کپورہ میں اسٹیشن ماسٹر تھے) کے ذریعہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ مکرمی حاجی صاحب مرحوم سے ہی قرآن مجید پڑھا۔ اسی طرح دیگر مسائل بھی حاجی صاحب مرحوم سے ہی سیکھتے رہے۔ مرکز کی ہر آواز اور تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ دین کے معاملہ میں بہت صاف تھے۔

نانا جی اور حاجی صاحب مرحوم کا آپس میں بھائیوں سے بڑھکر پیار تھا۔ مکرمی حاجی صاحب مرحوم ۴ ماہ قبل وفات پا چکے ہیں۔ نانا جی نے اپنے پیچھے تین لڑکے تین لڑکیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرما دیں۔ کہ مولا کریم دونوں بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد احمد گولبازار ربوہ)

۲۔ خاکسار کے والد محترم حکیم محمد علی صاحب مورخہ ۶۷-۳-۱۰ کو فوت ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعائے مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرنے کا اعلان فرما کر ممنون فرما دیں والسلام (خاکسار بشیر احمد اول مدرس مدرسہ نالو ڈوگر)

اعلان

"ہمیں سندھ کے فارمز کے لئے چند منشیوں کی فوری ضرورت ہے۔ نوجوان نائب محنتی، صحت مند، دیانتدار اور زمیندارہ کام سے تجربہ اور شوق رکھنے والے افراد کو ترجیح دی جائے گی۔

خواہشمند احباب اپنے جملہ کوائف تعلیم و عمر و تجربہ وغیرہ کے ساتھ درخواستیں مع سفارش پریذیڈنٹ صاحب حلقہ مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔

"ایم۔ این۔ سنڈیکیٹ ربوہ"

آپ کیلئے

ہم نے نفرت سنار رائٹنگ پیڈ تیار کئے ہیں جن پر بلاک

الیس اللہ بکاف عبدہ

کے علاوہ یہ بھی درج ہے:۔

۱۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

۲۔ مجلس انصار اللہ

۳۔ مجلس خدام الاحمدیہ

آپ اپنی ضرورت کیلئے صرف ایک روپیہ میں ایک پیڈ خرید فرمائیں۔ خرچہ ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: نصرت آرٹ پریس ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں ۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دئے جارہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کرلیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل ۱۸۶۷۶

میں حنیفہ قمر بنت سید عبد الحکیم صاحب قوم سید پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵۰۲/۳۸۰ مسعود آباد ڈاکخانہ کراچی ۲۷ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں تعلیم حاصل کرتی ہوں۔ اور مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ -/۱۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتی رہوں گی اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ (شرط اول ایک روپیہ)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ۔ حنیفہ قمر

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ۔ کراچی۔

گواہ شد:۔ سید عبدالکریم والد موصیہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ماڈل کالونی ملیر۔ کراچی۔

مسل ۱۸۶۷۷

میں سلمیٰ بیگم بنت عبدالرحمن کسوری زوجہ تاج الدین قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چنیوٹ ڈاکخانہ چنیوٹ ضلع جھنگ۔ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) ایک عدد پلاٹ دس مرلے محلہ دارالنصر ربوہ روپے	۷۰۰
(۲) حق مہر بذمہ خاوند	۵۰۰
(۳) ایک عدد ہار طلائی وزنی ۲ تولہ	۲۴۰
(۴) ایک عدد گھڑی چوڑی وزنی ۲½ تولہ	۳۰۰
(۵) ایک عدد کڑا طلائی وزنی ایک تولہ	۱۲۰
(۶) بالیاں طلائی ایک جوڑا ایک تولہ	۱۲۰
(۷) دو عدد انگوٹھیاں وزنی ایک تولہ	۱۲۰
کل میزان	۱۸۰۰

اس کے علاوہ میری کوئی جائداد اور آمد نہیں ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو میرا ترکہ ثابت ہو۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے قبول فرمائی جائے (شرط اول -/۵ روپے)

الامۃ: سلمیٰ صدیقہ بقلم خود

گواہ شد:۔ تاج دین بی اے الیف کارپوریشن سیکشنز ضلع سرگودھا

گواہ شد:۔ محمد امین بی اے الیف سیکشنز۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

(مینجر)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں

مجلس خدام الاحمدیہ کے مالی سال کی پہلی ششماہی ۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء کو ختم ہو رہی ہے۔ ہر مجلس کا فرض ہے کہ اس تاریخ سے پہلے اپنے سالِ رواں کے نصف بجٹ کے برابر تمام چندہ جات کی مرکز میں ادائیگی کردے۔ ماہ اپریل شروع ہو چکا ہے لیکن عملاً مجالس نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے تمام قائدین مجالس سے التماس ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی تعمیل فرما کر مشکور فرمائیں شکریہ کا موقع دیں۔

(الف) خدام الاحمدیہ کے چندہ جات جس قدر رقم بھی ان کے پاس جمع ہو چکی ہے فوراً مرکز میں بھجوا دیں

(ب) ۳۰۔ اپریل سے پہلے پہلے ہر خادم سے اس کے سالانہ بجٹ کا کم از کم نصف کے برابر وصول کرکے اس ماہ کے اندر اندر مرکز کو بھجوا دیں۔

(مہتمم مالی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

تکلف برطرف اپنا اونٹ
ہماری دہلیز ہی پر لا بٹھائیے!

اگر وہ اندر آسکتا تو ہم اُسے بھی خوش آمدید کہتے۔
پوسٹ آفس سیونگ بینک میں نمائشی تکلفات زیادہ نہ سہی مگر اس کی شرح منافع سب سے زیادہ ہے اور اُس پر ٹیکس بھی معاف ہے۔
آپ اپنی بچت کی ابتداء دو روپے جیسی معمولی رقم سے کرسکتے ہیں۔
بعد میں صرف ایک روپیہ بھی جمع ہوسکتا ہے اور نکالا جاسکتا ہے۔
آپ سواری پر آئیں یا پاپیادہ، پوسٹ آفس سیونگ بینک کی ۹۰۰۰ شاخوں میں سے کوئی نہ کوئی شاخ آپ اپنے اردگرد ہی پائیں گے۔

پوسٹ آفس سیونگ بینک

عام اکاؤنٹ پر شرح منافع:۔ ۴½ فی صدی
انتہائی حد:۔ انفرادی کھاتہ ۳۰,۰۰۰ روپے ـ مشترک کھاتہ ۶۰,۰۰۰ روپے
فکسڈ ڈپازٹ پر شرح منافع:۔
ایک سال کے لئے ۴½ فی صدی ـ ۲ سال کے لئے ۵ فی صدی ـ ۳ سال کے لئے ۵½ فی صدی
انتہائی حد:۔ انفرادی کھاتہ ۵۰,۰۰۰ روپے ـ مشترک کھاتہ ۱,۰۰,۰۰۰ روپے

بچت کیجیے

IMPACT
NFP 184

اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں داخل کرائیے

خدا تعالےٰ کے فضل سے سکول کا نیا تعلیمی سال پندرہ اپریل ہفتہ کے روز سے شروع ہو رہا ہے احباب جماعت کو چاہیئے کہ نہ صرف اپنے بچگان کو سکول میں تعلیم کے لئے بھجوائیں۔ بلکہ غیر از جماعت دوستوں کے بچوں کو بھجوانے کی بھی سعی فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مدرسہ کے قیام کی غرض و غایت جو بیان فرمائی تھی وہ خدا تعالےٰ کے احسان سے نہ صرف باحسن پوری ہو رہی ہے بلکہ سکول کے بلند تعلیمی و اخلاقی معیار کی وجہ سے ہمارے نتائج گزشتہ چند سالوں سے بلحاظ کیفیت و کمیت بہترین نکلتے آ رہے ہیں سکول کی ترقی پذیر کیفیت کو نہ صرف بزرگانِ سلسلہ بلکہ محکمہ تعلیم کے افسران کی طرف سے بھی بار بار سراہا گیا ہے۔

چنانچہ ابھی حال ہی میں پروفیسر خواجہ عبدالحمید صاحب ڈائریکٹر محکمہ تعلیم راولپنڈی ریجن نے سکول کا معائنہ کرنے کے بعد فرمایا :-

"تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں طلباء کی ذہنی تربیت اور علمی و عملی میدان میں ان کی خاطر خواہ ترقی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سکول اپنی اعلےٰ کارکردگی کے لحاظ سے ملک بھر میں مثالی شان کا حامل ہے۔ دینی تعلیم کا جو شوق میں نے یہاں دیکھا۔ وہ مجھے اور کہیں نظر نہیں آتا۔ میں اس دینی شغف پر امام جماعت احمدیہ کو ہدیۂ مبارک پیش کرتا ہوں"۔

یہاں طلباء نہ صرف دینیات و دیگر مضامین کی تعلیم سے سرفراز ہوتے ہیں بلکہ برے ماحول سے چھٹکارا پا کر ربوہ میں رہتے ہوئے اکثر انہیں حضور پُرنور کے ارشادات بزرگانِ سلسلہ کی نصائح سننے اور ان پر عمل کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے گویا یہ ہم خرما و ہم ثواب کا معاملہ ہے۔

باہر سے آنے والے بچوں کے لئے سکول کے نزدیک ہی بورڈنگ ہاؤس میں قیام و طعام کا انتظام موجود ہے۔ جہاں طلباء کے لئے پنج وقتہ نماز کے التزام کے علاوہ سٹڈی اور کھیلوں کا پورا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات آپ سکول ہذا سے پراسپکٹس منگوا کر حاصل کر سکتے ہیں۔

امید ہے احباب جماعت اس طرف پوری توجہ فرمائیں گے۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

ناصرات الاحمدیہ متوجہ ہوں

(۱) ناصرات الاحمدیہ کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۲۳ر اپریل کو منعقد ہوگا۔ مختلف لجنات کو پرچہ جات بھجوائے جا رہے ہیں جنہیں موصول نہ ہوں وہ دفتر لجنہ مرکزیہ سے منگوالیں۔ صدر صاحبان وقت مقررہ پر امتحان لے کر پرچہ جات دفتر میں جلد بھجوا دیں اور اپنی مرضی سے تاریخِ امتحان تبدیل نہ کریں۔

(۲) ناصرات الاحمدیہ کے چندہ کی وصول کی رفتار بہت سست ہے اگر یہی حال رہا تو سالانہ بجٹ پورا کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تمام صدر صاحبان و سیکرٹریان سے درخواست ہے کہ وہ وصولی کی پوری کوشش کریں اور بجٹ پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ نیز اپنے شہر کی ناصرات الاحمدیہ کی صحیح تعداد سے بھی مرکز کو مطلع کریں۔

امۃ الرشید لطیف

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ۔ مرکزیہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

● لاہور ۴ر اپریل۔ صدر محمد ایوب خان نے اعلان کیا ہے کہ تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے بغیر پاکستان اور بھارت کے درمیان مسلح افواج کی تخفیف کے سوال پر بات چیت نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ بھارت مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہے۔ اور صرف فوجوں کو کم کرنے کی بات چیت پر زور دے رہا ہے انہوں نے کہا کہ درحقیقت بھارت کی پالیسی یہ ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ پر امن تعلقات قائم کرنا نہیں چاہتا۔ ایسے حالات میں فوج میں کمی کے مسئلہ پر کیسے غور کیا جا سکتا ہے۔

صدر ایوب مشرقی پاکستان کا ایک ہفتہ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد کل صوبائی دارالحکومت پہنچے۔ انہوں نے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مسلح افواج میں تخفیف کی تجویز سب سے پہلے انہوں نے پیش کی تھی پاکستان کا مؤقف یہ تھا کہ تنازعہ کشمیر پہلے طے کیا جائے۔ اور پھر دونوں ممالک کی مسلح افواج میں کمی کر دی جائے۔ لیکن بھارت مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے سلسلہ میں سنجیدگی سے بات چیت کرنا نہیں چاہتا اور صرف افواج میں کمی کرنے کا خواہاں ہے۔

● ڈھاکہ ۱۰۴ر اپریل۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ صوبائی خود مختاری کا مطالبہ کرنے والوں کے عزائم بہت خطرناک ہیں۔ اس نعرے کی آڑ میں یہ لوگ دراصل مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کو الگ کرنا چاہتے ہیں اگر دونوں صوبوں کے درمیان کوئی تعلق اور ربط باقی نہیں رہا تو اندیشہ ہے کہ مشرقی پاکستان کا وجود باقی نہیں رہے گا جس سے مغربی پاکستان کو بھی سخت نقصان پہنچے گا۔ صدر ایوب کل یہاں یونیورسٹی اساتذہ اور ممتاز ماہرین تعلیم کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔

● لاہور ۴ر اپریل۔ صدر محمد ایوب خان آج زندہ دلانِ لاہور کو پرچم ہلال استقلال پیش کر رہے ہیں شہر والوں نے ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت کی جارحیت کے مقابلے میں جس عزم و ہمت کا یقین افروز مظاہرہ کیا یہ اس کا سرکاری اعتراف ہے صوبائی حکومت نے ۴ر اپریل کو مقامی تعطیل قرار دیا ہے آج تمام سرکاری دفاتر اور تعلیمی ادارے بند رہیں گے عطائے پرچم کی یہ تقریب ٹاؤن ہال کے سامنے گول باغ میں چار بجے شام منعقد ہوگی۔ کابینہ کے سیکرٹری سید فدا حسن سرکاری فرمان پڑھ کر سنائیں گے صدر ایوب شہریوں کے ایک نمائندے کو پرچم عطا کریں گے اور اسے ٹاؤن ہال پر لہرائیں گے۔ شہریوں کی جانب سے اس اعزاز پر اظہار تشکر کیا جائے گا اور صدر ایوب اجتماع سے خطاب کریں گے۔

● نئی دہلی ۴ر اپریل۔ بھارت کے نائب صدر ڈاکٹر ذاکر حسین نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ بھارت کی آزادی خطرے میں پڑ گئی ہے ڈاکٹر ذاکر حسین نئی دہلی میں ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا میری دعا ہے کہ کوئی افسوسناک واقعہ رونما نہ ہو۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مناسب اقدامات نہیں کئے جا رہے۔ انہوں نے کہا کہ آزادی کا تحفظ حصول آزادی سے زیادہ مشکل ہے۔ جب تک لوگوں نے قوم کی بہبود کے لئے قربان کے اس جذبہ کے ساتھ کام نہ کیا جس کا بھارت کی تحریک آزادی کے دوران مظاہرہ کیا گیا تھا آزادی برقرار رکھنا ممکن نہیں ہوگا۔

● عدن ۴ر اپریل۔ اقوام متحدہ کا مشن جب برطانوی نوآبادی عدن پہنچا تو سارا شہر سنسان پڑا تھا ہوائی اڈہ، بازار، بندرگاہ کارخانے اور گلیاں بالکل سنسان پڑی تھیں اور یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی ایک شخص بھی اس جگہ آباد نہیں ہے مشن جدہ میں ایک صورت حال کے بہتر ہونے کے بعد کل اقوام متحدہ کے طیارے میں پہنچا تھا۔ اس طیارے کو اتارنے اور حفاظت کے لئے خاص انتظامات کرنے پڑے کیونکہ ہوائی اڈہ کے مقامی کارکن اور افسر سب کے سب عام ہڑتال کی وجہ سے اپنے کام پر نہیں آئے تھے۔

فوجیوں کے ایک دستہ کی حفاظت میں سہ رکنی مشن کو میوائے ہوٹل پہنچایا گیا جہاں چپہ چپہ پر فوجی سنگینیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے جونہی اس مشن کی آمد کی خبر حریت پسندوں کو پہنچی اچانک شہر میں حریت پسندوں کا سیلاب امڈ آیا۔ اور بموں کے دھماکے ہونے لگے۔

● کراچی ۴ر اپریل۔ آل انڈیا ریڈیو کی اطلاع کے مطابق بھارتی صدر اور نائب صدر کے عہدوں کے انتخابات ۶ر مئی کو ہوں گے